© rasailojaraid.com

تاریخی حقائق

بعض سلاطین اندلس و بغداد کے شخصی حالات زندگی!

(۲)

"کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بیت المال سے نئے کپڑے بنوانے سے بھی احتراز کرتا تھا، ایک مرتبہ اپنے اہل و عیال کے کپڑوں میں پیوند لگوانے کے متعلق درزی سے مشورہ کر رہا تھا، اتنے میں شاہزادہ مہدی وہاں آپہونچا، مہدی رقعہ دوزی میں کسرشان سمجھکر کہنے لگا، امیرالمومنین اس سال گھروالوں کے کپڑے میں اپنی تنخواہ سے بنوادیتا ہوں، آپ پُرانے کپڑے کو رہنے دیجئے، منصور نے اس تجویز کو تو منظور کرلیا، لیکن اموال مسلمین سے اپنے اہل و عیال کے لئے نئے کپڑے بنوانے منظور نہ کئے"

اسی منصور کا واقعہ ہے کہ ایک دن ان کی لونڈی کہنے لگی دیکھو تو امیرالمومنین ہوکر پھٹی اور پیوند لگی قمیص پہنتے ہیں، کسی اور نے طعن سے یہ کہا "خدا کی قدرت ہے کہ اس نے خلیفہ منصور کو بادشاہت کے باوجود افلاس میں مبتلا کر رکھا ہے"

یہ بخل کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ حق المسلمین کی وجہ سے، ورنہ یہی خلیفہ منصور ہے جس نے قاضی مدینہ کو اس صلہ میں پچاس ہزار روپے عطا کئے تھے کہ اس نے خلیفہ کے مقابلہ میں شتربانوں کے حق میں فیصلہ دیا تھا جو عقل و انصاف کا تقاضہ تھا، اسی طرح امام مالکؒ کی خدمت میں انھوں نے چھ ہزار دینار سے زیادہ نذرانے پیش کئے اور اسی قدر آپ کے صاحبزادہ اور ابن سمعان کو بھی مرحمت فرمایا تھا، حاجتمندوں نے بھی منصور سے بہت کچھ پایا، اور شعراء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی محروم نہ رہے'

منصور عباسی کا انصاف و عدل تاریخ میں مشہور ہے' اگر دشمن کے متعلق معلوم ہوجاتا کہ وہ یہ کام نیک نیتی سے کرتا ہے تو اس کو معاف کر دیتا بلکہ اس کی قدر کرتا' ایک دفعہ عامل ہمدان کو لکھ بھیجا کہ ابونصر کو قتل کر دو۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے سلطان کے دشمن کی امداد کی تھی مگر کسی طرح بچکر دارالخلافت میں پہونچ گیا۔ تو

"خلیفہ اس کو ملامت کرنے لگا کہ تم نے ابومسلم کو خراسان جانے کا کیوں مشورہ دیا' ابونصر عرض پیرا ہوا' امیرالمؤمنین! واقعی ابومسلم نے مجھ سے صلاح لی تھی اور میں نے اسے نیک مشورہ دیا تھا' اور ہر مسلمان کا فرض ہے' کہ جب کوئی اس سے صلاح پوچھے تو اس کو نیک نیتی کے ساتھ ایسی صحیح رائے دے جو اس کے مال مآل کے لئے بہتر ہو۔ اگر امیرالمؤمنین بھی کسی امر میں مجھ سے مشورہ کریں تو میں نیک اور خیرخواہانہ مشورہ سے دریغ نہ کروں گا' گو میرا مشورہ امیرالمؤمنین کے اغراض و مفاد کے خلاف تھا لیکن اس شخص کے لئے تو سود مند ہی تھا' جس نے میری رائے دریافت کی تھی' منصور نے یہ سُنکر نہ صرف اس کی جرم بخشی کر دی بلکہ اس کو بدرجہ کمال عواطفِ خسروی سے ممتاز فرمایا' اور اس کے خلوص نیت پر اتنا خوش ہوا کہ اس کو ولایت موصل کا گورنر بنا کے بھیج دیا"[1]

حق یہ ہے کہ منصور نے انصاف کا حق ادا کر دیا' اس واقعہ میں موجودہ حکام' وزراء' اور افسرانِ حکومت کے لئے بڑی بصیرت ہے' کاش وہ حاصل کریں' کسی بھی ملک کے حکمراں کی یہ صفت اس کی حکومت کی ترقی و عروج کی ضامن ہو سکتی ہے'

"نمیر مدنی کا بیان ہے کہ جن دنوں منصور مدینہ منورہ آیا' محمد بن عمران طلحی وہاں کے قاضی اور میں ان کا محرر تھا' چند شتر بانوں نے کسی معاملہ میں خلیفہ پر نالِش کر دی' قاضی محمدؐ نے مجھے حکم دیا کہ امیرالمؤمنین منصور کے نام

[1] خلافت بنی عباس اول ص ۱۳۰ و ص ۱۲۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاضریٔ عدالت کا حکم جاری کرو' تاکہ مدعیوں کی داد رسی کی جائے' میں نے خلیفہ کو سمن بھیجنے سے معذرت چاہی' مگر قاضی صاحب نے اس پر اپنی بہرنگائی اور مجھ سے فرمایا' کہ اس حکم کو امیرالمومنین کے پاس تم خود لے جاؤ' چنانچہ میں روانہ ہوا' جب منصور کے پاس حاضر ہو کر یہ حکم دکھایا' تو معاً دربار میں کھڑا ہو گیا' اور حاضرین سے کہنے لگا' کہ میں عدالت میں طلب ہوا ہوں تم میں سے کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے' پس خلیفہ اور میں دارالقضاء میں پہونچے' قاضی صاحب تعظیم کے لئے نہ اٹھے' بلکہ اپنے جبہ کو اچھی طرح پھیلا دیا اور بڑے استقلال کے ساتھ بیٹھے رہے' پھر مدعی کو بلایا' اور ثبوت لے کر خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔" [ل]

کہاں ہیں کمیونزم کے پرستار' غور کریں' اس طرح کا انصاف وہ کرا سکتے ہیں' اور کسی مدعیٔ جمہوریت کو تو اس عدل کا وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے' حکومت کا نظام عدل صحیح معنی میں یہی تھا' جہاں کسی کی پرواہ نہ ہوتی تھی' حق برملا کہا جاتا تھا' کوئی یہ خیال نہ باندھے کہ منصور نے آگے چل کر قاضی صاحب سے بدلہ وصول کیا ہوگا یا شتربانوں کو پھنسا کر پریشان کیا ہوگا' ایسی بات ہرگز نہ ہوئی بلکہ فیصلہ سن چکنے کے بعد منصور کی زبان پر یہ کلمات تھے "خدا تمھیں اس انصاف پسندی کا اجر دے' اور خوش ہو کر قاضی کو دس ہزار دینار دیئے"

قاضی (جج) بھی اُس زمانے کے واقعی قاضی ہوتے تھے' کبھی کسی کی پرواہ نہ کی' ایک دفعہ منصور نے آزمائش کے طور پر لکھ بھیجا کہ فلاں مقدمہ میں فوجی افسر کے حق میں فیصلہ دو' قاضی نے صاف انکار کر دیا کہ یہ مجھ سے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حکومت کے حساب کتاب میں بھی منصور بڑا سخت تھا' بیت المال کا ایک پیسہ بھی کسی افسر کو معاف نہیں کرتا' اس سلسلہ کا ایک واقعہ ملاحظہ کے قابل ہے'

"جب بغداد کی تعمیر ختم ہوئی تو تعمیرات کے افسروں سے حساب لیا گیا۔۔۔

ل ایضاً ص ۱۳۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن صلت کے پاس پندرہ درہم (تقریباً پونے چار روپے) تحویل میں باقی رہے تھے، چونکہ اس نے یہ رقم ادا نہ کی، اس کو قید کر دیا،"[1]

منصور کی زندگی کا یہ واقعہ بھی پڑھنے کے لائق ہے

محمد بن سلیمان عباسی ایک روز بغرض عیادت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے، خلیفہ خاص محل میں تھا دیکھا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے ..... کمرہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاف زمین پر نہ کوئی فرش ہے اور نہ کوئی پہننے کے کپڑے ہیں، منصور رونق افروز ہے، میں نے عرض کیا بس یہ سامان ہے، فرمایا ہاں،"[2]

خلیفہ مہدی المتوفی ۱۶۹ھ ابو جعفر منصور کا فرزند ارجمند تھا، دس سال تک اس نے حکومت کی اور بڑے کروفر سے کی اس نے عدل و انصاف باپ سے ترکہ میں پایا تھا، اس کی زندگی کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ آپ دربار میں احکام جاری کر رہے تھے، کہ ایک شخص دفعۃً آیا اور اس نے مہدی سے کہا،

"امیر المومنین اگر کسی کو کسی کے خلاف شکایت ہو، یا ایک نے دوسرے کا حق چھینا ہو تو وہ آپ کی خدمت میں فریاد لا سکتا اور اپنے درد کی دوا پا سکتا ہے، لیکن جسے خود امیر المومنین پر دعویٰ کرنا ہو، فرمایئے، وہ کہاں جائے ؟ مجھے آپ کے خلاف استغاثہ کرنا ہے، بتایئے آج میں پیش کروں، یا کل قیامت کے دن مالک یوم الدین کی عدالت میں، جہاں کسی قسم کی طرفداری یا ناطرفداری کی سازش نہ ہوگی، مہدی نے جواب دیا، اگرچہ تمام دنیاوی حاکموں کا سر ہمارے حکم کے سامنے خم ہے، مگر شریعت کے حضور میں ہم بھی سر جھکاتے ہیں، لہذا شریعت کے مطابق فیصلہ ہوگا، اور تم اس دنیا میں انصاف پا سکو گے"

خلیفہ مہدی کا یہ جواب محض زبانی نہ تھا، کہ سائل کی دلدہی ہو جائے، بلکہ یہ کہکر امیر المومنین مسند خلافت سے اٹھ کھڑے ہوئے، اس شخص کو ہمراہ

---

[1] خلافت بنی عباس اوّل ص ۱۲۶ [2] ایضاً ص ۱۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لئے ہوئے، قاضی کی عدالت میں پہونچے، اور اس کے پاس بیٹھ کر بولے اپنا دعویٰ پیش کرو، اس شخص نے قاضی کے سامنے دعویٰ پیش کیا، امیر المومنین نے جوابدہی کی، اس پر قاضی نے مدعی سے قانونی دستاویز طلب کی، اس شخص نے پیش کی، قاضی نے معائنہ کرکے اس پر حکم لکھا، جو مہدی کے خلاف اور مدعی کے حق میں تھا، خلیفہ نے قاضی کے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیا اور مدعی کا مطالبہ پورا کر دیا، ؎

خلیفہ ہارون الرشید المتوفی سنہ ۱۹۳ھ دنیا کے اہل علم میں بہت مشہور اور عوام میں تعارف سے بے نیاز ہے اس کے کارنامے تاریخ کی دنیا میں بڑی وقعت سے دیکھے جاتے ہیں، فوج کسی سلطان وقت کو محبوب نہیں ہوتی، کہ یہ حکومت کی جان ہوتی ہے، مگر با این ہمہ امیر العسکر شاہی فرمان کے مطابق پبلک کے معاملہ میں سخت تھا۔

"وہ اس بات کا لحاظ رکھتا تھا، کہ فوجی مفتوحہ ممالک کے کسی فرد سے بدسلوکی سے پیش نہ آئے، اگر کسی شخص سے کوئی حرکت سرزد ہو جاتی تو اس کو سخت سزا دیتا، فوجیوں کو شراب پینے کی سخت ممانعت تھی، اور ان کی اخلاقی زندگی کو جنرل سنوارنے کی حتی الامکان کوشش کرتا تھا، ؎

آج کے فاتح سلاطین کو یہ سطریں بہت غور و فکر سے پڑھنی چاہئیں، کہ یہ بھی ایک سلطانِ وقت ہی کا دستور حکومت تھا، اور وہ اپنی سلطنت کی وسعت میں آجکل کے تمام حکمراں سے بڑھا ہوا تھا، اس کی حدیں ہند و تاتار سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھیں، روم و یونان اس کے باجگزار تھے، اور تمام اسلامی دنیا سوائے اندلس زیر فرماں تھیں۔

آج کوئی فوج مفتوحہ ممالک میں داخل ہوتی ہے تو اس حصہ کے کسی گوشہ کو صحیح و سالم نہیں چھوڑتی ہے، قتل و خونریزی کے ساتھ اس حصہ کی عزت و آبرو بھی ان وحشیوں سے نہیں بچتی، وہاں کی عصمت مآب عورتیں بھی ان کا شکار ہوتی ہیں، مگر یہ منظر ہارون الرشید کی حکومت یا اس زمانہ کی

؎ خلافت بنی عباس اول ص۱۱۳ ؎ ایضاً ص۱۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی اسلامی حکومت میں نظر نہیں آتا وہاں کا دستور حکومت سپاہیوں کے لئے یہ تھا،

"سپاہی کے لئے یہ طے تھا، کہ چار ماہ سے زیادہ اپنے اہل و عیال سے علیحدہ نہیں رہ سکتا، اس کو رخصت مل جاتی، تا کہ وہ اپنے بال بچوں میں جا کر رہے"[1]

جس حکومت میں فوجی کے لئے یہ قانون ہو، اس حکومت کے سپاہی اور فوجی یقینی طور پر انسان ہوں گے، ضرورت ہے کہ موجودہ حکمراں دنیا میں پھر ان قوانین کو نافذ کریں، اور انسانیت کی مٹی پلید ہونے سے بچا لیں۔

ہارون رشید نے ۲۳ سال فرمانروائی کی، مگر اس کا معمول ہمیشہ یہی رہا کہ فرائض نماز بہ پابندی ادا کرتا، بلا عذر شرعی کبھی اس کی نماز قضا نہ ہوتی، علاوہ ازیں روزانہ سو رکعتیں نوافل پڑھتا، علم و ہنر، فہم و فراست، فکر و تدبر، عفو و حلم، عزم و ثبات تمام اوصاف سے متصف تھا، فیاضی اور شجاعت بھی اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی مگر انھوں نے ایک دفعہ جب سفیان ثوریؒ کو خط لکھا، تو سفیان ثوریؒ نے یہ جواب لکھا، اس خط کو غور سے پڑھئے اور اندازہ لگائیے اُس زمانہ کے علماء اپنے معاملات میں کس قدر سخت تھے،

"از بندہ سفیان بنام ہارون فریفتہ دولت، تم نے اپنے خط میں خود تسلیم کر لیا ہے کہ تم نے مسلمانوں کے بیت المال کے روپیہ کو بے موقع اور بیجا گراں بہا صلے دیکر خرچ کیا، اس پر بھی تم کو تسلی نہ ہوئی، اور چاہتے ہو، کہ قیامت میں تمہارے اسراف کی شہادت دوں، ہارون تجھکو کل خدا کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے، تو تخت پر اجلاس کرتا ہے، حریر کا لباس پہنتا ہے، تیرے دروازہ پر چوکی پہرہ رہتا ہے، تیرے عمال خود تو شراب پیتے ہیں، اور دوسروں کو شراب پینے کی سزا دیتے ہیں، خود زنا کرتے ہیں اور چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں ان جرائم پر پہلے

---

[1] خلافت بنی عباس اول ص۱۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تجھکو اور تیرے عمال کو سزا ملنی چاہئے، بیمرادروں کو، ہارون وہ دن
بھی آئے گا کہ تیری مشکیں بندھی ہوں گی، تیرے ظالم عمال تیرے
پیچھے ہوں گے، اور تو سب کا پیشوا بنکر سب کو دوزخ کی طرف لے جائیگا،
میں نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا، اور اب کبھی خط نہ لکھنا"

یہ خط ہارون رشید کی تخت نشینی کے زمانہ میں لکھا گیا تھا، جب اس نے ابھی ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی تھی، اس خط کا اثر خلیفہ پر یہ ہوا

"ہارون رشید عظم نے خط پڑھا بے اختیار چیخ اٹھا، اور دیر تک روتا رہا"[1]

جو اس قدر متاثر ہوا تھا، کوئی وجہ نہیں، کہ اس نے ایک ایک بات کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی ہو، اور بادشاہ کی سعی پیہم سے اصلاح نہ ہوئی ہو۔

ابن سماکؒ دورِ ہارونی کے بڑے باخدا بزرگ تھے، ہارون رشید ایک دن ان کی خدمت میں گئے اتفاق وقت بادشاہ کو پیاس لگی، ابن سماکؒ نے فرمایا ذرا ٹھہرئیے پہلے یہ بتائیے کہ شدّتِ پیاس جب آپ کو بے تاب کئے ہو۔ اور تشنگی بڑھی ہوئی ہو تو ایک پیالہ پانی کتنی قیمت دے کر لیں گے۔ ہارون رشید نے کہا اپنی نصف حکومت دے کر بھی مل سکے گا تو بھی نہ چھوڑوں گا، فرمایا اگر پیشاب رک جائے اور وہ پانی نہ نکلے تو اس کے لئے کیا خرچ کیجئے گا، ہارون رشید نے کہا آدھی سلطنت اس سلسلہ میں خرچ کر دونگا، یہ سنکر ابن سماکؒ نے فرمایا

"بس یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا تمام ملک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے
پیشاب کی قیمت رکھتا ہے، بس اس پر تکبر نہ کیجئے اور جہاں تک ہوسکے
لوگوں سے یکساں سلوک کیجئے"[2]

آج بھی کسی سلطنت کی قیمت اس سے زیادہ نہیں، حکمراں طبقہ غور وفکر سے اس واقعہ کو پڑھے اور عبرت حاصل کرے اور اسی طرح ہر وہ انسان بھی پڑھے جو دنیا میں رہ کر ظلم وجور اور تیغ آزمائی کرتا ہے، اور دولت وثروت کے لئے اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔

---

[1] خلافت بنی عباس اول صفحہ ۱۹۲ وصفحہ ۱۹۳ [2] ایضاً صفحہ ۱۹۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہارون الرشید خود بھی بڑا عالم تھا، اور اپنے بچّوں کو اس نے اچھی تعلیم دلائی تھی مگر اس کے بچے بھی استاد کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے تھے جتنے دوسرے طلبار۔ اور ان کے بچے بھی اپنے اساتذہ کی خدمتگذاری ویسی ہی فخر سمجھتے تھے، جیسی کہ غریب لڑکے، ایک دن استاد اور شاہزادہ کا یہ تعلق دیکھکر بادشاہ کو بھی رشک آگیا،

"ایک دن امیرالمومنین ہارون الرشید دور سے اپنے فرزندوں محمد امین اور مامون کی طرف دیکھ رہا تھا دونوں بھائی اپنے مکتب میں امام کسائی سے سبق پڑھ رہے تھے، تھوڑی دیر بعد امام کسائی کسی ضرورت سے اٹھے اور باہر جانے لگے، امین و مامون نے لپک کر استاد کے جوتے اٹھائے اور ان کے قریب رکھ دیئے، یہ دیکھکر ہارون کو تعجب ہوا، ایک خادم سے پوچھا، بتاؤ وہ کون شخص ہے جس کے خدمتگار دنیا کے بڑے بڑے آدمی ہیں' اس نے کہا آپ' ہارون نے کہا نہیں، کسائی ہے، جس کے علم و فضل کی وجہ سے محمد امین و مامون اس کی خدمت کرتے ہیں[1]"

کہاں ہیں وہ طلبا، جنکو علم و فضل کی تلاش ہے، اس واقعہ کو پڑھیں، معمولی ثروت ان کا دماغ خراب کرڈالتی ہے اور اپنے اساتذہ کو نوکر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے،

ہارون الرشید رعایا کی خبرگیری برابر رکھتا تھا، بلکہ اس سلسلہ میں اس کو جو امتیاز حاصل تھا خلافت بنی عباس میں شاید اور کسی کو حاصل نہ ہوسکا،

"شاہان عالم میں بعد فاروق اعظمؓ کے ہارون الرشید رعایا کی خبرگیری کے سلسلہ میں سب سے سبقت لے گیا تھا، اس کا دستور تھا، تبدیل لباس کرکے بغداد کی گلی کوچوں میں رات کو پھرا کرتا تھا اور اپنی رعایا کے حالات دریافت کرتا، اس کے ساتھ وزیر جعفر اور مسرور غلام ہوا کرتے تھے[2]"

---

[1] خلافت بنی عباس اوّل صفحہ ۱۹۷ [2] ایضاً صفحہ ۱۹۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج جبکہ پبلک سسکیوں دم توڑ رہی ہے، اور گھر گھر پریشانیوں کا بے پناہ سیلاب موجزن ہے، جمہوری ملک کے صدر اور وزیر اعظم اپنی کوٹھیوں میں چین کی نیند سوتے ہیں اور شخصی حکومت کا فرمانروا فرعون بنا بیٹھا رہتا ہے، ان کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیے کہ جہانبانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی۔

مامون الرشید، ہارون رشید کا فرزند ارجمند تھا، اس نے بیس سال پانچ مہینے بڑے جاہ و جلال سے حکمرانی کی اور ۲۱۷ھ میں انتقال کیا، اس کی زندگی کے بھی چند واقعات سن لیجئے،

"ایک مرتبہ ایک غریب بڑھیا نے مامون کے حضور میں اس کے لڑکے عباس پر استغاثہ دائر کیا، کہ شاہزادہ عباس نے اس کی جائداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ عباس عدالت میں موجود تھا، مامون نے اس کو اپنے پاس سے اٹھوا کر بڑھیا کے پاس کھڑا کر دیا، دونوں کے بیان لئے، شاہزادہ فرط ادب میں آہستہ آہستہ بولتا تھا اور بڑھیا بلند آواز سے بیان دے رہی تھی، وزیر دولت احمد بن ابی خالد نے بڑھیا کو روکا، کہ امیر المومنین کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے، مامون نے منع کیا، کہ جس طرح کہتی ہے کہنے دو، حق نے اسکی آواز بلند کر دی ہے، اور عباس کو گونگا کر دیا ہے" دونوں کے بیانات سننے کے بعد بڑھیا کے حق میں مامون نے فیصلہ دیا، اور موکل کو لکھ کر بڑھیا کی جائداد واپس کرا دی اور بڑھیا کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی[1]"

آج تو معمولی زمیندار بھی ایسی بات کہہ اٹھے گا، کہ اس سے ہماری توہین و تذلیل کی، لہذا جوتے لگاؤ، مگر یہ ایک بڑے حکمران کا ضبط و تحمل اور عدل و انصاف ہے جزاہ اللہ

ایک دفعہ خود مامون پر ایک شخص نے تیس ہزار کا دعویٰ کر دیا، جس کی وجہ سے بادشاہ کو قاضی کی عدالت میں حاضر ہونا پڑا، بعض لوگوں نے اس وقت بادشاہ کے لئے قالین بچھانا چاہا تو قاضی صاحب نے روک دیا، کہ یہاں مدعی اور مدعا علیہ دونوں برابر ہیں، یہ دیکھ کر بھی مامون کو رنج نہ ہوا، بلکہ اس نے جج کی تنخواہ بڑھا دی۔

آج دنیا کا یہی عدل و انصاف گنا ہوں اور خود غرضیوں کے بحر ظلمات میں ڈوب چکا ہے

[1] ملاحظہ ہو خلافت عباسیہ اول ص ۱۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لئے دنیا سے امن و امان اور اطمینان و سکون کا جنازہ نکل رہا ہے، اور وہ تباہی و بربادی کیطرف تیزی سے جارہی ہے۔

"ایک دفعہ ایک سپاہی نے ایک شخص کو بیگار میں پکڑا، اس کی زبان پر بے ساختہ حضرت عمرؓ کا نام آگیا، مامون کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی ...... سپاہی کو نوکری سے برخاست کر دیا"[1]

مامون ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ ملک میں بغاوت اور خرابی واقعۃً ہمیشہ عمال کی ہی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے "یہ درست رہیں" تو ملک مطمئن رہے، ایک دفعہ مامون نے اپنے ایک گورنر کو لکھا، جب تک تمہارا ایک شاکی بھی یہاں آتا رہا اس وقت تک تمہاری رسائی دربار میں نہیں ہوسکتی،

ایک دفعہ مامون دجلہ کے کنارے رونق افروز تھے سامنے قنات کھنچی ہوئی تھی، کہ ایک ملاح ادھر سے گزرا اور یہ اہتمام دیکھکر بلند آواز سے کہنے لگا، کہ مامون اپنے بھائی امین کو قتل کراکے ہم لوگوں کی نگاہ میں کبھی معزز نہیں ہوسکتا، دربان کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوا، کہ مامون کو غصہ آئے گا، اور اس کی گرفتاری کا حکم دیگا، مگر یہ سن کر مامون مسکرایا، اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا، تم لوگ کوئی ایسی ترکیب بتا سکتے ہو، کہ میں اس جلیل القدر آدمی کی نگاہ میں معزز بن سکوں"[2]

اپنی غلطی کا یہ اعتراف حکمران طبقہ میں اب کہاں؟ آج اگر کسی قاتل و ظالم کو قاتل اور ظالم کہا جائے تو اسکی سزا پھانسی کا تختہ یا بندوق کی گولی ہے، لاکھوں انسانوں کو قتل کرنے والے اسی کے متمنی ہیں کہ عوام ان کی تعریف کریں، اور رات کو دن کہیں۔

مامون ظلم و جور کو کبھی برداشت نہیں کرتا تھا، عدل و انصاف کا سررشتہ ہمیشہ ہاتھوں سے تھامے رہتا، اور اس سلسلہ میں گوشہ گوشہ کی خبر رکھتا، جہاں کہیں سے اس طرح کی خبر ملتی، فوراً اس کے نام فرمان شاہی جاری کرتا، جس میں تہدید و تنبیہ ہوتی، ایک دفعہ

"ابن فضل طوسی کو لکھا، تمہارا بے تمیز اور درشت خو ہونا، تو میں نے گوارا کرلیا، لیکن رعایا پر ظلم نہیں برداشت کر سکتا"[3]

اسی طرح ایک دفعہ

---

[1] خلافت بنی عباس اول ص۲۱۱ [2] ص۲۱۵ [3] ایضاً ص۲۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"عمرو بن سعدہ کو لکھا، اپنی دولت (حکومت) کو عدل سے آباد کرو، ظلم اس کو ڈھا دے گا۔"[1]

اس سے بڑھ کر حال یہ تھا، کہ جانوروں پر بھی ظلم پسند نہیں کرتا تھا محکمہ احتساب کو اسکی تاکید تھی، کہ کوئی جانور پر اسکی قوت برداشت سے زیادہ بوجھ نہ لادے حتیٰ کہ معلمین طلباء کو ضرورت سے زیادہ زدوکوب نہ کریں۔

مامون کے ان اقوال کی روشنی میں ہمارے اس زمانہ میں غور و فکر کی بڑی ضرورت ہے، کیونکہ اس دور میں ظلم و ستم کی فراوانی ہے، مخلوقِ خدا اس طرز زندگی سے جاں بلب ہے، مگر حکمراں طبقہ اس طرف سے بالکل غافل ہے۔ اس کو احساس تک نہیں کہ یہ سارے مصائب ان کی ہی غفلت کے نتیجہ میں ہیں۔

خلیفہ منصور جنکا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے، ان کی خدمت میں افریقہ سے ایک قاضی صاحب تشریف لائے۔ جو منصور کے زمانۂ طالب علمی کے ساتھی تھے۔

"ان سے منصور نے پوچھا، تم کو میری حکومت اور بنو امیہ کی حکومت میں کیا فرق نظر آیا، اور تم اس طویل سفر میں ہمارے جن علاقوں سے گذرتے آئے ہو، ان میں نظم و نسق کا کیا حال ہے، قاضی نے جواب دیا۔

اے امیر المومنین! میں نے اعمالِ بد اور ظلم و جور کی کثرت دیکھی ہے، پہلے تو میرا گمان یہ تھا، کہ اس ظلم و جور کا سبب آپکے ان علاقوں سے دور ہونا ہے، لیکن میں جتنا قریب آتا گیا، معاملہ اسی قدر نازک ہوتا گیا، خلیفہ نے یہ سنکر اپنی گردن جھکا لی، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا، مگر میں لوگوں کا کیا کروں؟ قاضی نے جواب دیا، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے تھے، لوگ بادشاہ وقت کے تابع ہوتے ہیں، بادشاہ اگر نیک ہوگا، تو رعایا بھی نیک اور صالح ہوگی، اور اگر وہ بد ہے، تو رعایا نیک نہیں ہو سکتی۔"[2]

کتنا صحیح فرمایا، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے، حقیقت بالکل یہی ہے، باقی اور سب لفاظی ہی لفاظی ہے، مامون الرشید باایں ہمہ عظمتِ شان بہت متواضع اور خاکسار تھا، اور اس سلسلہ میں بھی وہ مثال قائم کر گیا، قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثمؒ کا بیان ہے۔

"میں نے مامون سے زیادہ شریف الطبع انسان نہیں دیکھا،

---

[1] خلافت بنی عباس اول ص۱۸۱ [2] خلافت بنی عباس اول ص۱۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک شب مجھ کو حریم خلافت میں سونے کا اتفاق ہوا، آدھی رات بیتے ہوئے کچھ عرصہ گذرا، میری آنکھ کھل گئی تشنگی کا غلبہ تھا، پانی پینے اٹھا کہ مامون رشید کی نظر مجھ پر یکایک پڑ گئی، انھوں نے پوچھا قاضی صاحب کیا بات ہے سوئے کیوں نہیں، میں نے عرض کیا، امیرالمومنین پیاس معلوم ہوتی ہے، اس نے کہا آپ اپنے بستر پر بیٹھئے، اور خود جا کر آبدار خانہ سے پانی لاکر مجھکو دیا، میں نے عرض کیا امیرالمومنین خادم کو اٹھا لیا ہوتا، فرمایا سب سوئے ہوئے ہیں، میں نے عرض کیا، تو میں خود ہی جا کر پانی پی لیتا، مامون نے فرمایا انسان کے لئے یہ بڑے عیب کی بات ہے کہ اپنے مہمان سے کام لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قوم کا سردار، ان کا خادم ہے۔[1]

اس واقعہ سے پہلے زمانہ کے سلاطین کا اخلاق جھلکتا ہے، ان کا شریعت پر کسقدر عمل تھا مہمان سے کام لینا اخلاقاً اور شرعاً دونوں طرح عیب جانتے تھے۔

مامون کا علمی دربار مشہور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑا علم دوست تھا، ہر ہفتہ میں سہ شنبہ کو علمی مجلس کا خصوصی اجلاس منعقد ہوتا تھا جس مجلس میں ملک کے نامی گرامی علماء شریک ہوتے، اور باہم علمی مباحثے کرتے، با ایں ہمہ منصور بہت سے مسائل میں پھسل گیا، جعفر برمکی جو مامون کا اتالیق تھا مذہباً شیعہ تھا، اس نے اور بھی اپنا اثر ڈالا جس سے بہت ساری باتیں شیعوں کی اس میں پیدا ہو گئی تھیں، انہی میں سے ایک متعہ کا مسئلہ تھا، جعفر برمکی کی عیاشی دیکھتے دیکھتے مامون خود بھی اس کا قائل ہو گیا، اور اس نے متعہ کے جواز کی منادی کرا دی، جس سے علماء اہل سنت کو بڑی روحانی اذیت ہوئی، اس مسئلہ پر گفتگو کے لئے یحییٰ بن اکثم منتخب کئے گئے، چنانچہ یہ ایک دن دربار میں پہونچ گئے، جس وقت یہ وہاں پہونچے ہیں وہ حضرت عمرؓ کا یہ قول پیش کر کے

("رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں دو متعے تھے، میں ان کو روکتا ہوں")

کہہ رہا تھا جس چیز کی رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں اجازت تھی، اس کے روکنے کا کسی کو کیا حق ہے مامون سے یہ سنکر قاضی صاحب کا رنگ بدل گیا، غصہ میں سرخ ہو کر بیٹھ گئے۔ مامون نے

---

[1] خلافت بنی عباس اول ص۱۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خود پوچھا "یحیٰی صاحب آپ کا چہرہ کیوں متغیر ہے، انھوں نے کہا امیرالمومنین اسلام میں ایک رخنہ پڑگیا' اس نے پوچھا وہ کیا، یحیٰی نے کہا، زنا کی حلت کا اعلان' مامون نے تعجب سے پوچھا، زنا؟ یحیٰی نے کہا، کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلعم سے' اور کلام الہٰی کی یہ آیت "الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم" (تمتع صرف دو طرح کی عورتوں کا جائز ہے، بیوی یا لونڈی) پڑھکر پوچھا، کیا ممتوعہ عورت لونڈی ہے، مامون بولا نہیں، یحیٰی نے پوچھا تو پھر کیا بیوی ہے۔ اور اس کو شوہر کی وراثت اور شوہر کو اس کی وراثت ملتی ہے، اور اس کے اور بیوی کے تمام شرائط یکساں ہیں، مامون نے کہا نہیں۔ یحیٰی نے کہا جب ممتوعہ ان دونوں میں سے کسی میں داخل نہیں ہے، تو پھر قرآن کے مقرر کردہ حدود سے باہر ہے"[1] اس قرآنی استدلال کے ساتھ حضرت علیؓ کی وہ روایت سنائی، جس میں متعہ کی حرمت کے اعلان کا ذکر ہے' مامون لاچار ہوگیا اور اس نے اس فعل سے توبہ کی اور پھر حرمت کی منادی کرادی'

معتصم جو مامون کے بعد خلیفہ ہوا تھا، اس نے زراعت کو بڑی ترقی دی' اس نے اس محکمہ کے وزیر ابن زیات کو حکم دے رکھا تھا'

> "جو افتادہ زمین تم ایسی دیکھو' کہ اس سال اس پر دس روپیہ صرف کردو' تو سال آئندہ میں اس سے گیارہ روپے وصول ہوں' ایسے خرچ کے لئے مجھ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں،"[2]

یہ چند تاریخی واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے، ان سے عبرت و بصیرت حاصل کیجئے اور ان کی روشنی میں دنیا کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائیے

اخیر میں ندوۃ المصنفین اور کتاب کے مصنف کا شکرگزار ہوں، کہ ان کی وجہ سے میں اس زمانہ میں ان واقعات کو غور و فکر سے پڑھ سکا۔ اور متاثر ہوا، خدا کرے دوسرے احباب بھی ان سے استفادہ کرسکیں۔

---

[1] خلافت بنی عباس اول ص ۲۷۱ و ص ۲۷۲ [2] خلافت بنی عباس اول ص ۳۰۶

© rasailojaraid.com